جلد ۳ مطبوعہ ۱۷ مئی سنہ ۱۹۱۲ء یوم جمعۃ المبارک نمبر ۲۱

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحق دہلی

تکذیب امرتسری کی علمی پردہ دری

ناظرین الحق نے لدھیانہ کا مباحثہ معہ تمام شرائط و رقعہ جات وغیرہ کے گذشتہ نمبروں میں بخوبی ملاحظہ فرما لیا ہے۔ ہم نے اصل پرچوں اور تحریروں کو بلا کسی نوٹ اور تشریح کے ایک مرتبہ اسلئے بجنسہ طبع کرا دیا ہے کہ فریق ثانی کو کسی قسم کی بدگمانی یا اعتراض کا موقعہ نہ ملے لیکن ثنائی پرچے چونکہ نہایت مہمل اور غیر مربوط عبارات اور غیر متعلق دعاوی کا مجموعہ ہیں جنہیں دلیل اور دعوے کا فرق بھی خود ثنائی مناظر کو معلوم نہیں اسلئے انکا سمجھنا خیلے دشوار ہے۔ ثنائی علم کلام سے واقفیت رکھنے والے احباب تو شاید کچھ سمجھ سکیں الا ہر شخص اسکو سمجھنے سے قاصر ہے۔ اور یہ متکلم کے طرز بیان کا قصور ہے نہ کہ سمجھنے والونکا۔ کیونکہ بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بوجہ کسی اندرونی بیماری یا کوڑ مغزی اور کند ذہنی اور غباوت طبعی اور بلاوت فطری کے متکلم اپنا مافی الضمیر عام فہم الفاظ میں اپنی ہی زبان میں ادا کرنے پر قادر نہیں ہوتا۔ اگرچہ اوسنے بہت سی کتابیں کتب یا مدرسہ یا سکول میں سبقاً سبقاً پڑھی بھی ہوں اور اگرچہ اوسنے امتحانات بھی دئے ہوں اور کوئی ڈگری مروجہ بھی حاصل کر لی ہو مگر یہ سب پڑھا پڑھایا بغیر خدا کے فضل اور فطرت سلیمہ کے بجز ڈگری یافتہ کہلانے کے کوئی موجب فخر نہیں ہو سکتا کیونکہ درسی کتابیں پڑھکر اور انہیں کا انکا امتحان دیکر سند یا ڈگری حاصل کر لینا اور بات ہے اور اوس علم کو جلا دینا اور مفید بنانا اور اوسمیں ترقی کرنا امر دیگر۔ اور یہ بلا فضل رحمانی اور طبعی ذکاوت کے ناممکن ہے۔ اس امر سے کوئی شخص بشرطیکہ سمجھدار ہو ہرگز انکار نہیں کریگا۔ کہ ایک ہی جماعت میں چند طالب علم ہوتے ہیں اور وہ ایک ہی سبق پڑھتے ہیں اور ایک ہی کورس اور نصاب تعلیم اونکا ہوتا ہے۔ پھر وہ امتحان دیتے ہیں اون میں کئی پاس ہو جاتے ہیں۔ پھر اون پاس شدگان میں مختلف لیاقت اور مختلف ذہن والے ہوتے ہیں ایک ایسا ہوشیار نکلتا ہے کہ تحریر و تقریر دونوں کو بخوبی ادا کر سکتا ہے دوسرا ایسا غبی ہوتا ہے کہ باوجود وہی ڈگری رکھنے کے نہ بولنا جانتا ہے نہ لکھنا نہ اپنی مافی الضمیر کو صاف اور صریح الفاظ میں ادا کر کے دوسرے کے ذہن نشین کر سکتا ہے نہ دوسرے کی بات کو سمجھکر جواب دینے کی قابلیت رکھتا ہے۔ امتحان میں تو اسلئے پاس ہو جاتا ہے کہ تازہ تازہ کتابیں درسی پڑھی ہوتی ہیں اور طوطی کی طرح یاد فوراً ہی امتحان دینا پڑا وہی پڑھی ہوئی باتیں امتحان میں پوچھی گئیں جھٹ سے بتلا دیں اور پاس کرنیکے واسطے تو تین حصوں میں سے ایک کا بتا دینا بھی پاس کرنے اور سند ملنے کیواسطے کافی ہے۔

پس انہیں وجوہات پر ہم اس امر کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں کہ امرتسری نے مولوی فاضل کا امتحان دیا اور ڈگری بھی حاصل کی مگر مولوی فاضل ہونے سے یہ ضروری نہیں کہ آپ دین کے بھی فاضل ہیں۔ ہاں آپکو عربی پڑھنی اور تھوڑی بہت لکھنی بھی آتی ہے سو یہ کوئی موجب فخر نہیں بہت سے ہندو اور سکھ اور عیسائی مولوی فاضل کی ڈگری لئے ہوئے ہیں۔ تو کیا وہ دین کے عالم یا قرآن و حدیث کے فاضل ہیں؟ ہرگز نہیں۔ علم دین اور فہم دین علم قرآن اور فہم قرآن حسب الحکم رحمان متقی اور طاہر کو منجانب اللہ حاصل ہوتا ہے۔ نہ زبانداں اور سلسلہ و سند خوانی سے۔ اور یہ دولت بغیر صحبت اتقیاء و صادقین اپنے قوت بازو سے نہیں ملتی۔ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ مجھے ثنائی علم کلام اور اسکے طرز بیان اور استدلال مہمل اور تقریب ناتمام میں جو کہ اردو زبان میں ہیں اور وہ نظارت جنکی مشق بذریعہ تحریر و تقریر نامبردہ کرتا رہتا ہے اسقدر نقائص سرسری نظر سے ہی دیکھنے پر نظر آتے ہیں جو ایک مدعی علم و فضل کیلئے باعث ذلت ہیں۔ پس

کے مریدان کی قبولیت سے بھی انکاری ہیں،،

دعویٰ نمبر ۱

ایک ایسے الہام کا ہونا ظاہر کیا ہے جو منجانب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پہلے جسکی بنا پر مرزا صاحب نے اشتہار مذکور دیا اور وہ الہام بمنزلہ حکم خداوندی کے تہا جو باعث اور سبب ہوا مرزا صاحب کو اس اشتہار کے دینے کا۔ لہذا مدعی کا فرض ہے کہ وہ اوس الہام کو پیش کرے جسکی بابت اوس نے یہ کلمات کہے کہ "مرزا صاحب کو خدا نے الہام کیا اسلئے مرزا صاحب نے بحکم خداوندی ۱۵ اپریل کو ایک اشتہار دیا"۔ اس دعوے میں حکم خداوندی کو الہام کا مترادف بیان کیا ہے جو لازماً اشتہار سے پہلے ہونا چاہیئے

دعویٰ نمبر ۲

میں بصراحت یہ کہا گیا ہے کہ اشتہار دینے کے بعد خدا نے دوسرا الہام یہ کیا کہ اجیب دعوۃ الداع اذا دعان جسکا ترجمہ بالفاظ ثنائی یہ ہے کہ خدا نے جواب دیا میں نے تمہاری (یعنی مرزا صاحب کی) دعا **قبول فرمالی** یہ نہیں کہ آئندہ دعا قبول کرونگا وعدہ کیا ہو یعنی یہ نہیں کہا کہ میں تمہاری دعا قبول کرونگا بلکہ کہا کہ قبول کرلی ہے (کرونگا) اور (کرلی) میں ایسا بیّن فرق ہے جسکو ادنیٰ درجہ کی عقل والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ پہلی صورت تو ایک وعدہ کا رنگ رکھتی ہے جسمیں بہ زمانہ استقبال قبولیت کا وعدہ پایا جاتا ہو۔ اور دوسری صورت ایفاء وعدہ کو ظاہر کرتی ہے کہ دعا مذکور قبول کرلی گئی ہے پس مدعی کا اس دعوے کے ثبوت میں اہم فرض یہ ہے کہ وہ دل الہام مذکور اوس اشتہار سے بعد کا ثابت کرے جس سے ظاہر ہو جاوے کہ بیشک الہام اشتہار شایع کرنے کے بعد ہوا ہے۔ دلیل اور ثبوت دے کہ الہام مذکور اسی اشتہار والی دعا کے متعلق ہوا ہے جسکو یہ ثابت کرے کہ اسکے معنی یہ ہیں کہ دعا اشتہار **قبول کرلی** نہ کہ قبول کرونگا۔ بغیر ان تین باتوں کے ثابت کرنیکے دعویٰ نمبر ۲ کسی طرح بھی پایہ ثبوت کو نہیں پہونچ سکتا۔

دعویٰ نمبر ۳

میں دعا مندرجہ اشتہار کی قبولیت ... ابوالوحید امرتسری کی طرف منسوب کیا ہے جسکا ثبوت بغیر ... کی ایسی تحریرات پیش کرنے کے جنمیں مرزا صاحب علیہ السلام نے دعا مندرجہ اشتہار کی عدم قبولیت کا اظہار کیا گیا ہو کسی دیگر طریق سے ممکن نہیں۔

امرتسری صاحب نے تینوں دعوؤں کی اصلیت اور حقیقت۔ اب ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خدا نے پہلے تو یہ الہام کیا ہو کہ اس طریق سے ثناء اللہ کے متعلق آخری فیصلہ کی درخواست کرو اور اس الہام کی تعمیل میں یہ اشتہار شایع کیا گیا ہو اور بعد اشاعت اشتہار الہی حکم اوس پر یہ صادر ہوا کہ تمہاری درخواست کو ہمنے منظور کرلیا ہے۔ اور منظوری بھی اس استدعا کی ہو جسکی ہوبہو حضرت مرزا صاحب نے باعلام والہام واحکام الٰہی کی تہی۔ بعد ازاں مرزا صاحب علیہ السلام فوت ہوگئے تو ایسی صورت میں ثناء اللہ کے صدق اور معاذ اللہ مسیح موعود کے کذب میں کیا شک ہے؟

اسلئے میں نے ۱۶ فروری سنہ ۱۹۱۲ء کے الحق میں ان تین دعوؤں پر مباحثہ کرنے کا مدعی کو چیلنج دیا تہا اور ساتھ ہی انعام بھی تین سو روپیہ کا مقرر کرکے لکھا تھا کہ اگر دعاوی مذکورہ کو امرتسری ثابت کردے تو انعام موعودہ حاصل کرے۔ کیونکہ میرا یقین علی وجہ البصیرت و بربنائے واقعات صحیحہ و علم خداداد یہی تہا اور یہی ہے کہ یہی انشاء اللہ یوم الدین کو ہوگا کہ امرتسری کے تینوں دعوے محض جھوٹ اور فریب اور مغالطہ اور غلط فہمی پر مبنی ہیں۔ نہ اشتہار مذکور سے پہلے کوئی حکم خداوندی بذریعہ الہام اس اشتہار کے متعلق نافذ ہوا نہ بعد اشتہار کوئی الہام متعلق اشتہار متنازعہ فیہ نازل ہوا۔ یہ سب ثنائی جہالت اور افتراء ہے۔ الغرض چیلنج تو یہ تہا مگر امرتسری نے منظور کیا تیسرے دعوے کو قبل از مرگ ہی چہوڑ دیا اور اس سے دست برداری کرلی۔ صرف دو دعوے قائم رکہکر ۱۱ اپریل کو بعد دوپہر ۳ بجے ان ہر دو دعاوی کا ثبوت دینے کے لئے بمقام لدھیانہ مکان مباحثہ میں حاضر آکر آمادہ ہوا اور پہلا پرچہ جو گہر سے مکمل کرکے لایا تہا کہڑا ہوکر پڑہ سنایا جسپر ہم سرسری نظر کرکے آج امرتسری کی علمی پردہ دری کرلیتے ہیں۔

بقیہ مضمون بر صفحہ ۱۲ ملاحظہ کرو

میرے لئے دارین میں سب سے بڑی خوشی

بسیار مژدہ کہ ایام تو بہار آمد زمانہ بما خبر از برگ و بار خود بکنم

مباحثہ لدھیانہ میں خاکسار سے مثل حضرت عکرمہ صحابی رضی اللہ عنہ چند ایسی خطائیں سرزد ہوئی ہیں جنکا اثر میرے مذہب اور میری روحانیت پر اثر تاجاء اور انہیں غلطیوں کی وجہ سے مجہا کسیقدر رنج بھی اٹھانا پڑا امرتسری

کی مصنوعی اور عارضی فتح کی صورت میں ظاہر ہوکر میرے لئے باعث اصلاح ہوا۔ اور ایسا ہونا سنت اللہ کے عین مطابق تھا تاکہ دشمن کا بھی ایک وقت نکلے اور وہ بھی کچھ خوشی منالیں اور ہماری اصلاح ہوجائے بعد ازاں قدرت ثانی کا ہو قعہ آئے اور اسکی قدر کیجائے۔ الغرض بعد مباحثہ مجھے کثرت استغفار اور خدا کے حضور قصوروں کا اعتراف کر کے معافی مانگنے کی بہت توفیق ملی۔ اور یقیناً میری دعائیں قبول ہوئیں اور خدا نے مجھے معاف فرمایا کیونکہ وہ تواب الرحیم ہے۔ ایسے جرموں کی وجہ سے جو کہ روحانی اور مذہبی تھے محض خدا کیلئے میرا امام و مرشد حضرت خلیفۃ المسیح والمہدی ایدہ اللہ بنصرہ مجھ سے ناراض ہوا۔ اور سخت ناراض ہوا جسے میں بھی صرف حسبۃً للّٰہ اس ناراضگی کو سخت محسوس کیا اور نہایت مضطرب رہا۔ بہت دعاؤں کے بعد میں نے سچے اخلاص سے معافی کی درخواست بحضور حضرت خلیفۃ المسیح ارسال کی اور بعد ارسال درخواست بھی میں نے خدا کے حضور اپنے گناہوں کی معافی کیلئے اور امیر المومنین رضہ کے دل میں عطاء معافی کی تحریک منجانب اللہ ہونیکیواسطے برابر دعائیں کیں جو درجہ اجابت کو پہونچکر ۱۲ ماہ حال کو مرشد نا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ کے دست مبارک کا لکھا ہوا گرامی نامہ معافی کی بشارت الفاظ ذیل میں لیکر صادر ہوا۔

"السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لاتثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لی ولک۔ لی ولکم۔ وہو ارحم الراحمین

آپ استغفار کرتے رہیں۔ غزوہ حنین میں صحابہ کرام کے متعلق ارشاد ہے ویوم حنین اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئاً وضاقت علیکم الارض بما رحبت پر غور فرماویں والسلام ۔ نورالدین" ۱۲ مئی ۱۹۳۳

ناظرین! میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جسقدر مجھے اس عطاء معافی کے الفاظ کو پڑھنے سے خوشی ہوئی اوسکا بیان میری طاقت سے باہر ہے۔ جس رحیمانہ اور کریمانہ الطاف سے اس نور مجسم یعنی میرے آقا محترم و مرشد مکرم و امیر معظم نے مجھے معافی دی اور جن الفاظ میں معافی عطا فرمائی اس سے بڑھکر خوشی میرے لئے کوئی نہیں ہوسکتی۔ مبارک ہے وہ شکست جو رجوع الی اللہ کی توفیق بخشے اور نہایت ہی مبارک ہے وہ ہار جس سے توجہ الی اللہ کا موقعہ ہاتھ آئے اور منحوس ہے وہ فتح جو شوخی و شرارت میں ترقی کا باعث ہو اور موجب لعنت ہے وہ جیت جس سے

گیر و استکبار بڑھے۔ الحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ میری ہار اور شکست میں والعاقبۃ للمتقین کی خوشبو آرہی ہے اور مخالف کی فتح اور جیت مجھے فانظروا کیف کان عاقبۃ المکذبین کی بشارت سنا رہی ہے۔ فانتظروا انی معکم من المنتظرین۔ اب آخر میں نہایت عاجزی سے میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے رحیم و کریم ستار غفار خدا مجھ پر رحم فرما۔ ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا او اخطانا۔ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین۔ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین۔ ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین۔ ربنا وآتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد۔ آمین یا رب العالمین۔

ہمارا مسیح

لاریب قادیان ہے دار الامان ہمارا
بیشک اُسے کہینگے کوئے جنان ہمارا

اے شوق جلد لیچل بستی میں قادیان کی
اب دور ہوچکا ہے وہم و گمان ہمارا

اجڑے ہوئے مشوش در در بھٹک رہے تھے
مضطر تھی خلق سنکر شور و فغان ہمارا

ہم بیخبر تھے واللہ نیستی تو یاسین نکلا
اتنا زمانہ گذرا سب رائگان ہمارا

تیرے ہی دم قدم سے ہم تازہ دم ہوئے ہیں
برباد ہوچلا تھا سب کاروان ہمارا

سرسبز کردیا ہے توحید کی صدا سے
ویران دم کا دم تھا جب بوستان ہمارا

احمد کے بعد احمد آئیگا چودھویں میں
تصدیق کیلئے ہے قرآن نشان ہمارا

پیشگوئیاں سب جسکی ہوئی ہیں پوری
بیشک وہی تھا مہدی شہزادہ ہمارا

خواہش یہی ہے دیکھیں اب مقبرہ بہشتی
لیٹا ہے جس میں ہادی روح رواں ہمارا

خوش ہوکے دل ہی ہمیں بکر آج کہہ رہا ہے
ہے قادیان کا آرام جان ہمارا

مباحثہ لدہانہ پر ثنائی زار خانی

ناظرین الحق مباحثہ لدہانہ کی کل مصدقہ تحریرین گذشتہ نمبرون مین ملاحظہ فرما کر صحیح نتیجہ پر پہنچکے ہونگے کہ امرتسری مکذب نے کسقدر حقیقی فتح حاصل کی ہے؟ اس نمبر مین ہم امرتسری کی وہ لغو بیانی جو اس نے پرچہ اہلحدیث مورخہ ۳ مئی سنہ ۱۲ء مین کی ہے ظاہر کرتے ہین - یہ امر نہایت قابل توجہ ہے کہ جو فریق اپنے تئین فتحیاب کہتا ہے وہ اصل واقعات اور مصدقہ پرچہ جات مباحثہ و فیصلہ ثالث نابالغ کے شایع کرنے مین تو اسقدر پہلوتہی کرے کہ آج تک اسے ظاہر ہی نہین کر سکا - اور جس شخص کو ہزیمت خوردہ کہا جاتا ہے وہ سب سے پہلے اصل مباحثہ کو بلا کم و کاست اور بلا کسی ریمارکس کے شایع کر دیتا ہے - بس ستم زدہ و شکست خوردہ اور امرتسری کی جیت کو لیجئے "فاتح قادیان" خائن بدہان کی گویا کامیابی یہ ہے کہ فاتح سے پہلے اس کا اعلان کرتا ہے - العجب ثم العجب ایک سلیم الفطرت انسان کے لئے یہی واقعہ کافی دلیل اس امر کی ہو سکتا ہے - کہ فاتح کون ہے اور مفتوح کون؟ خیر یہ تو ایک فیکٹ ہے جو ہم نے بیان کیا - اب دوسری دلیل ثنائی فتح اور ہماری شکست کی یہ ہے کہ ۳ مئی کے اہلحدیث مین خائن امرتسری نے "فتح قادیان" کے عنوان سے جو مضمون لکھا ہے اوس مین انجمن کاذبین کی سکرٹریت کا یہی ثبوت دیتا ہوا صرف مباحثہ کا وہ پرچہ جو گھر سے لکھکر لایا تھا طبع کر کے باقی مباحثہ کو رسالہ کی صورت مین شایع کرنیکا وعدہ کرتا ہے - کیا اس سے یہ ثابت نہین ہوتا کہ امرتسری واقعی سخت شکست پا چکا ہے - ورنہ کیون اس نے اخبار مذکور مین اپنا گھر بیٹھے پرچہ تو شایع کر دیا - اور اس کا جواب جو ہماری طرف سے ہمین مباحثہ مین لکھا جا کر دیا گیا تھا - ساتھ طبع نہین کیا - اگر وہ خائن نہ ہوتا - اگر وہ واقعی فاتح ہوتا اگر وہ سچا ہوتا - تو ایمانداری کا تقاضا یہ تہا کہ جیسا اپنا پہلا پرچہ جو بڑی سوچ بچار اور صلاح و مشورہ کے بعد گھر سے لکھکر لایا تھا - شایع کیا تہا تو ساتھ ہی ہمارا پہلا پرچہ جو اسکا جواب تہا شایع کر دیتا تاکہ بد دیانتی اور بدگمانی کا ہمکو یا کسی اور شخص کو موقعہ نہ ملتا - لیکن اسکے شایع کرنے سے چونکہ امرتسری ملّان کی خانگی تحریر کا معائینہ وفاش ہو کر جناب والا کی فتح و شکست کا فوراً ہی راز کہل جاتا تہا - اسلئے اپنے اپنے ہذیان کو تو سنا دیا اور ہمارے نسخہ شفا و افع ہذیان امرتسری کو نظاہر کیا - پس اس سے یہی امرتسری کا شکست یافتہ ہونا اظہر من الشمس ہے -

امرتسری کے کاذب نمبر ۱ ۳ مئی کے اہل حدیث مین امرتسری کاذب نے ایک بہتان اور افترا کیا ہے جسکو وہ سماعی طور پر بیان کرتا ہوا اظہار رائے کرتا ہے کہ

"۱۵ اپریل کو مین ہی لدہانہ پہنچگیا - جا کر سنا کہ قادیانی پارٹی مغلین بجاتی اور اچہلتی کودتی ہے کہ ۱۵ کی شام ہونیکو ہے ہمارا ہیرو قاسم علی آگیا ثناء اللہ نہین آیا یہ سنکر مجھے ان لوگون کی اخلاقی حالت پر رحم آیا کہ یہ لوگ سبک رو ہین یہ تو ان کی معمولی اوچھے پن کی باتین ہین جو جناب مرزا صاحب مین بھی افسوس کے ساتھ ہم پاتے ہین" ملفظہ صفحہ اول

اس سبک روئی امرتسری کا مجمل جواب تو ہم قرآن شریف سے دیتے ہین کہ لعنتہ اللہ علی الکاذبین چاہئے کہ امرتسری کہے آمین اور مفصل جواب کاذب کے اوچھاپن کا یہ ہے - کہ اوس راوی اکذب الناس کا نام ظاہر کرے جس نے اس دروغ بیفروغ سے اپنی انجمن کے سکرٹری کو کذب بیانی سے مجتنب رہنے کا عملی ثبوت دیا ہے اگر ان کا نام ظاہر نہ کیا تو اس کذب کا بانی سکرٹری انجمن کو ہی قرار دیا جاویگا - ہم بڑے زور سے اسکی تردید کرتے ہین - کہ جماعت احمدیہ کثرہم اللہ مین سے کسی احمدی نے ایسا نہین کہا - یہ سراسر افترا اور بہتان ہے جو امرتسری نے فطرتی تقاضہ سے اپنے مضمون کی تزئیت کے لئے لکھ مارا - تاکہ شاید لوگ اسیطرح سے آیندہ ظاہر ہونیوالی امرتسری کی شکست پر پردہ ڈال سکین - مگر یاد رہے جھوٹ کے پاؤن نہین ہوتے - وہ قدم دو قدم چلکر ہی اوندہے منہ گر پڑتا ہے -

امرتسری کا سیاہ جھوٹ اسی پرچہ کے صفحہ ۲ پر ہزیمت خوردہ ملّان ایسا صریح اور قبیح جھوٹ بولتا ہے جسکا بجز امرتسری کے دوسرا ہضم ہی نہین کر سکتا - چنانچہ لکھتا ہے کہ

"زیر بحث تین امر تھے - (الف) ۱۵ اپریل سنہ والا اشتہار بحکم خداوندی مرزا صاحب نے دیا تھا - (ب) خدا نے دعا مندرجہ اشتہار مذکور کی قبولیت کا الہام کر دیا تھا - (ج) احمدی مرزا صاحب کی دعا کو قبول شدہ نہین مانتے - ان دعوون مین سے **اخیر کا دعوے فریق ثانی نے خود ہی چھوڑ دیا** باقی دو دعوون مین مین مدعی تھا"

ناظرین - الفاظ زیر خط کو جو ہم نے جلی کر دئے ہین محفوظ رکہین - ان مین یہ بتایا گیا ہے کہ دعوے نمبر ۳ جو اخیر کا ہے اسکو ہم نے خود ہی چھوڑ دیا - ورنہ مولوی صاحب تو اس پر بہی بحث کو طیار تھے - مگر اسکا ثبوت کہ ہم نے اس دعوے کو چھوڑ دیا - اگر امرتسری سے کوئی مانگے یا وہ خود ہی پیش کر دے تو ہم مان لینگے کہ امرتسری ملّان انجمن صادقین کی سکرٹریت کا بیشک حقدار ہے - بصورت نہ پیش کرنے ایسے ثبوت کے ہم خود کچھ نہین کہتے بلکہ

امرتسری کے میر مجلس (جو آجکل ڈبل حاجی کہلانے کیلئے اپنے رفیق کو تنہا چھوڑکر رنگون والوں کے ہمراہ مکہ معظمہ جا رہے ہیں) استفتا کرتے ہیں وہ اس پر فتوے دین کہ جو شخص ایسا سیاہ جھوٹ بولکر اپنی شکست کو جیت بنا دے اس کی نسبت آپ اپنے خداداد علم اور دین وایمان کی پختگی سے کیا رائے دیتے ہیں اگرچہ آپ کے خداداد علم اور دین وایمان کی پختگی کا ایک نمونہ مورخہ ۱۹ اپریل ۱۲ء مباحثہ لدہانہ کے متعلق تو ہمارے پاس موجود ہے۔ مگر ایک اور نمونہ مل جائے تو نور علی نور ہو جائے۔ لیکن اظہار رائے اور فتوی دینے سے پہلے مندرجہ ذیل الفاظ کو جو اہلحدیث مورخہ ۱۲ اپریل ۱۲ء کے صفحہ ۱۱ پر اسی دعوے نمبر ۲ کے متعلق ایڈیٹر اہلحدیث نے رقم فرمائے ہیں ملاحظہ فرمالیں تاکہ آپ کو معلوم ہو جائے کہ اس دعوے کو ہم نے چھوڑا ہے یا امرتسری نے اس سے منہ موڑا ہے۔ اور وہ الفاظ یہ ہیں

"فقرہ نمبر ۲ تو بالکل اجنبی اور ایک زائد چیز ہے۔ فقرہ اول یا دوم ثابت ہو جائے تو بس وہی کافی ہے تیسرے پر بحث کرنے کی کوئی حاجت نہیں۔"

ناظرین! آپ نے بھی ملاحظہ فرمالیا ہے کہ فاضل اہلحدیث جو دوسروں سے جھوٹ نہ بولنے کا وعدہ لیا کرتا ہے خود کسقدر سچا ہے؟ اے لدہانوی مولوی خواہو! جو اپنے منہ سے محمدی محمدی بنکر دل خوش کر لیتے ہو اگر ایک رائی کے دانہ برابر بھی ایمان رکھتے ہو (ان کنتم مومنین) تو اپنے ہزیمت خوردہ فاتح سے ہماری وہ تحریر لیکر پیشکرو جسکی رو سے ہم نے دعوے نمبر ۲ کو چھوڑ دیا تھا۔ (ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین) ورنہ امرتسری کی مندرجہ بالا سند کو پڑھکر جس میں اس نے اس دعوے سے دست برداری دی ہے۔ اس سیاہ جھوٹ سے دل ہی دل میں نہ شرماؤ بلکہ اپنی محمدیت کی اخلاقی جرأت کا امرتسری کی تکذیب کرکے ثبوت دو نہیں تو سمجھا جائیگا۔ کہ امرتسری میں اور تم میں کوئی فرق نہیں ؎

یکے دزد باشد دگر پردہ دار

اور تمہارا محمدی کہلانا ایسا ہی ہے جیسا نائی کا راجہ یا سقہ کا بہشتی کہلانا الیس منکم رجل رشید۔

امرتسری کی حماقت

اسی پرچہ میں آگے چلکر عقل سے بے بہرہ فضیلت کا مدعی اور قانون دانی کا دعویدار۔ لکھتا ہے کہ منشی قاسم علی نے اپنی ہی تجویز کردہ شرائط کا سخت خلاف کیا باوجودیکہ پانچ پرچے ختم ہو کر منصف اپنی جگہ جا کر فیصلہ نویسی میں مشغول بھی ہو گئے تاہم فریق ثانی نے ایک چھٹا پرچہ سرپنچ صاحب کے پاس بھیجدیا جسکا نام رکھا "ضروری یادداشتیں" سرپنچ صاحب نے جب وہ پرچہ مجھے دکھایا تو میں حیران رہگیا کہ اللہ اکبر ایک ایسی جماعت کا ایک شخص جس کا دعوے ہے اسلام کا سچا نمونہ اسی معزز جماعت کا نمونہ شخص ایسی خلاف معاہدہ حرکت کرے تو باقی افراد کی بابت یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ؎

قیاس کن زگلستان من بہار مرا" بلفظہ ص۷

دیکھئے ایڈیٹر اہلحدیث کی قانونی قابلیت اور مناظرانہ لیاقت۔ اپنی نادانی پر حیرانی ظاہر کرتا ہوا "ضروری یادداشتوں" کو چھٹا پرچہ قرار دیکر ہمارے ذمہ خلاف معاہدہ کرنیکا الزام لگاتا ہے۔ اور اپنی اس حماقت کو جو تیسرے پرچہ میں صریح بے ضابطگی کرکے دکھلائی ہے چھپاتا ہے۔ ناظرین اصل واقعہ یہ ہے کہ بروے شرائط کل پانچ پرچے فریقین سے کے مقرر تھے تین اہلحدیث کے اور دو احمدی کے پہلا تیسرا اور پانچواں پرچہ امرتسری کا تھا دوسرا اور چوتھا ہمارا۔ بروے قواعد مناظرہ و قانون وعقل امرتسری کو جو کہ اس بحث میں مدعی تھا۔ پہلے اور تیسرے پرچہ میں اپنے کل ثبوت اور استدلال پیشکرنے کا حق تھا۔ کیونکہ پہلے کا جواب دوسرے پرچہ میں اور تیسرے پرچہ مدعی کا جواب چوتھے پرچہ میں مدعا علیہ یا منکر نے دینا تھا۔ آخری پرچہ پانچواں جو مدعی کا تھا اوس میں صرف مدعا علیہ کے دوسرے اور چوتھے اور اپنے پہلے اور تیسرے پرچوں کے مندرجہ ثبوت وتردید پر ہی کچھ لکھنے کا حق تھا کسی نئی دلیل کا اس پانچویں پرچے میں بیان کرنا جسکے بعد مدعا علیہ کو کسی جواب کا موقعہ نہیں قطعاً خلاف ضابطہ تھا چنانچہ ہم نے اپنے پرچہ نمبر ۱ کے آخر میں یہ لکھدیا تھا کہ

"مولوی صاحب جو دلائل علاوہ ازیں (یعنے اپنے پرچہ نمبر اول کے مندرجہ دلائل سے علاوہ) لکھتے ہوں وہ ابھی (اپنے پرچہ ثانی میں) لکھدیں کیونکہ مجھے پھر بجز دوسرے پرچہ کے جواب کا کوئی موقعہ اون کے متعلق نہیں ہو سکتا" بلفظہ پہلا پرچہ احمدی

پھر دوبارہ مزید تاکید اور یاد دہانی کے لئے دوسرے پرچہ کے آخر میں بھی صاف طور پر امرتسری کو متنبہ کر دیا کہ

اس کے بعد (پرچہ نمبر ۵ میں) مولوی صاحب نے جو بیان فرمانا ہے وہ انہیں (گذشتہ ثبوت وتردید) کی تردید ہوگی کوئی نئی دلیل پیشکرنے کا ان کو حق نہ ہوگا کیونکہ اس کے ڈیفنس کیلئے مجھے کوئی موقعہ نہیں ملیگا۔ بلفظہ دوسرا پرچہ احمدی الحق مذکور صفحہ ۱۲

باوجود اس سمجھا دینے اور سمجھا دینے کے بھی فیصلتاً آپ نے نہ معلوم حواس باختگی سے یا نادانی سے یا عمداً آخری پرچہ مین جو مباحثہ پانچوان پرچہ تھا سئے دلائل بے محل بغرض مغالطہ وہی جڑ دا دیے جنکو مدعی کے میر مجلس سیالکوٹی نے بڑے شوق سے لکھدیا۔ کیونکہ پانچوین پرچے کے وقت امرتسری فاضل کا مولوی ابراہیم سیالکوٹی محرر تہا۔ جس نے آخری پرچہ لکھا۔ ملاحظہ ہو پرچہ ثنائی نمبر ۳ مندرجہ الحق مذکور صـ۱۵ اسلیے مجبوراً ہم نے تمام بحث کا خلاصہ بطور یادداشت بغرض سہولت و ذہن نشین کرانے پیر نابالغ ثالث کے لکھکر اون مغالطون کا بھی مختصر جواب دیدیا جن پر ثنائی عمارت کی بنیاد دبے بنیاد قائم ہوئی تھی اور یہ حق ہمکو خود مدعی نے آخری پرچہ مین بے ضابطہ چل کر دیدیا۔ ناظرین آپ اون یادداشتون کو گذشتہ الحق مین ملاحظہ فرمالین۔ اور ساتھہ ہی یہ بھی قابل گذارش ہے کہ اون یادداشتون کو ثناء اللہ نے پڑہکر ثالث صاحب کو جوابات نامعقول دیکر یہہ بھی راضی کر لیا تہا۔ اور یادداشت ہارندکورہ کو باضابطہ دستخط کرا کر ہم سے بغرض اشاعت مباحثہ لے لیا تہا۔ جسکی ہمین امید نہین کہ امرتسری مباحثہ کے ساتھہ انکو شایع کرے۔ اور ان یادداشتون کے متعلق امرتسری کا بیان جو ثالث کے روبروئے ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمایا جاوے جس مین امرتسری نے بیان کیا ہے کہ وہ اس پرچے کے متعلق تحریری بحث کی ضرورت خیال نہین کیجاتی " اس بیان سے بھی ظاہر ہو رہا ہے کہ وہ کوئی جدید پرچہ یا ئی بحث قابل جواب نہ تھی دیکھو بیان مولوی ثناء اللہ مندرجہ الحق مذکور صـ۲۱

امرتسری کی جہالت آگے چل کر امرتسری لکھتا ہے کہ

" فریق ثانی کی بے اختدالیان اسی پر ختم نہ تہین بلکہ اور بہی تہین۔ یہان تک کہ اونکے میر مجلس جن کا نام دوسرے لفظون مین " منصف " تہا۔ وہ بہی اپنے منصب کو یا تو سمجھے نہین تھے یا ادا نہین کرتے تھے یا کرنا نہین جانتے تھے منشی قاسم علی نے پہلے پرچہ مین ایک عبارت پڑہی مین تاڑ گیا کہ تحریر نہین ہوئی چنانچہ پرچہ لیکر تقاضا کیا کہ فلان فقرہ جو آپ نے پڑہا تہا اوسپر خط کھینچ دیجئے جواب ملا کہ وہ زبانی پڑہا تہا۔ مین نے استغاثہ کیا کہ شرط ہے جو کوئی بولے تحریر مین آوے۔ اس خلاف ورزی پر معافی مانگی جائے تو فریق ثانی کے میر مجلس نے کہا کہ اس سے

چشم پوشی کیجئے یہ ہین ہماری اس مقدس جماعت کے مناظر اور صدر جو خود ہی اپنی تجویز کردہ شرائط کو آپ ہی غلط قرار دین " بلفظہ

ناظرین! آپ نے سنا کہ کس زور شور سے امرتسری فاضل اپنی تقدیس کرتا ہوا اہلی سلسلہ پر تعریض کر رہا ہے۔ گویا ہم نے تو شرائط کی خلاف ورزی مین کوئی دقیقہ اٹھا نہین رکھا تھا۔ مگر اہلحدیث کا پاک دامن مناظر اور اوسکا میر مجلس صبر کے گھونٹ پیکر چپ ہو رہے ہے

بجز شوخی شرارت بیحیائی فتنہ پردازی
تجھے کچھہ اور بھی اے کاذب مکار آتا ہے

یہ امرتسری کی جہالت ہے کہ خلاف شرائط عمل کرکے ایسا استغاثہ پیش کیا جسکو معافی سے کوئی تعلق نہ تہا۔ ذرا وہ شرط تو پیش کرکے بتادے جسکی رو سے یہ جاہلانہ استغاثہ کرنے کا اسکو حق تہا۔ احمدی میر مجلس کی مہربانی کا شکریہ ادا کرنیکی بجائے کہ انہون نے آپکو ایسے خلاف شرائط استغاثہ پر جہاڑ نہین دیا الٹا انکو مورد طعن بنانا محسن کش اور احسان فراموش کے سوا مسلمان کا کام نہین۔ یہ اور اس جیسے دیگر امور جو تحریر مین نہ ہون مگر زبانی کہے جائین بروئے شرط نمبر ۱۳ صرف ناقابل جواب قرار دیے گئے ہین نہ کہ قابل معافی۔ ذرا امرتسری ہمارے اس فقرہ کو بیان تو کرے جسپر اس نے معافی کی درخواست کی تہی۔ مگر ساتھہ ہی نزلہ و زکام دیکمپیر الا حملہ جو خود دہان مبارک سے فرمایا تھا ظاہر کرکے اپنے پرچون مین اوسپر خط کھینچدے۔ ورنہ نغرم کرے اور ذرا اپنی حالت پر نظر ڈالکر مندرجہ ذیل خلاف ورزیون کا جواب دے کہ کس فریق سے یہ سرزد ہوئین۔

شرط نمبر ۲ کی خلاف ورزی کس نے کی کہ بجائے اصل امور زیر بحث کے غیر متعلق دعوے بطور دلیل پیش کرنے شروع کر دیئے؟

شرط نمبر ۳ کی خلاف ورزی کس طرف سے ہوئی کہ بجائے بیس تیس کے زائد سامعین کی تعداد بڑہائی گئی؟

شرط نمبر ۷ کی کس فریق نے خلاف ورزی کی کہ بجائے جلسہ مین بیٹھکر اپنے ہاتھہ سے لکھنے کے پہلا پرچہ گھر سے لکھکر لائے اور تیسرا و پانچوان پرچہ دوسرون سے لکھوا کر دیا؟

شرط نمبر ۸ کے خلاف کون چلا کہ اپنا پرچہ بجائے خود پڑہکر سنانے کے دوسرے شخص سے پڑہوایا اور خود نہ پڑہا گیا؟

شرط نمبر ۱۳ کی سخت خلاف ورزی کس نے کی کہ مسلمات خصم سے

نقلی دلائل پیشکر نے کی بجائے لایعنی استدلال غیر مسلم سے حضم کو الزام دینا چاہا ؟

سٹر یڈ نمبر ۱۵ کی خلاف ورزی کس نے کی کہ خلاف تہذیب الفاظ رقعہ نمبر ۶ مین و پرچہ نمبرا مین زبان قلم پر لائے ؟

حیرت اور افسوس ہے کہ ان تمام خلاف ورزیون کے کرنیوالا ملزم مدمقابل پر جہالت سے بہتان باندہتا اور افترا کرتا ہے - جس کا ثبوت ابہی نہین دے سکتا -

منقولات

پنڈت رام بہجدت کا درشن چاندی کے شیشے مین

(از لالہ جسونت رائے ایم - اے)

حال مین "ہندوستان" نے دو طول طویل لیڈنگ ارٹیکل لکھکر اپنا فیصلہ دیا ہے کہ آنے والی پنجاب ہندو کانفرنس کا پردہان پنڈت رام بہجدت جی کو بنانا چاہیئے - کیونکہ بقول ہندوستان ان کے کیرکٹر مین وہ تمام خوبیان پائی جاتی ہین - جو ایک سچے قومی لیڈر کی ذات مین ہونی چاہئین "ہندوستان" نے اپنے نیم آقا کو پردہان کے اعزاز کے لیئے پیش کرتے ہوئے جہان انکی بے حد تعریف کی ہے - وہان اس نے چند ہندو بزرگون کے عیب بہی اپنے خیال مین پیش کیئے ہین - میرا انشا اس وقت "ہندوستان" کے سلسلے مضامین کی تنقید کرنا نہین ہے نہ مین یہان ان بزرگون کا ڈیفنس کرنا چاہتا ہون - جنکو ہندو جاتی عزت کی نظر سے دیکھتی ہے مگر جنکو صلواتین سناکر ہی "ہندوستان" بخیال خویش اپنے نیم آقا کی عزت افزائی کرسکتا ہے - میرا انشا اس وقت پنڈت رام بہجدت جی کے کیرکٹر کے ایک پہلو پر روشنی ڈالنا ہے - تاکہ آجکل "ہندوستان" کی مہربانی سے پنڈت جی کی زندگی کے جہان اور واقعات پبلک کے سامنے آرہے ہین وہان یہ واقعہ بھی جو میرے خیال مین پنڈت جی کے کیرکٹر کی قفل کشائی کے لیئے بڑی اچھی چابی کا کام دیتا ہے پبلک کے سامنے آجائے - واضح رہے کہ مین ہندو سبہا یا ان کی پردہانی کے سوال کو ایسا ضروری نہین سمجھتا کہ مین اس کی متعلقہ بحث مین سنجیدگی سے اپنا وچار پیش کرون - لیکن جبکہ اس برائے نام اعزاز کے لیئے ایک شخص نے بکمال جوش وخروش کے ساتھہ اپنا نام پبلک کے سامنے پیش کرادیا ہے - تو مین اپنا فرض سمجھتا ہون - کہ اس کے پبلک کیرکٹر کے ایک پہلو پر جس کو مین نہایت ضروری پہلو سمجھتا ہون - روشنی ڈالون -

جو واقعات مین ذیل مین درج کرونگا وہ شاید ظاہر مین چھوٹے معلوم ہون - مگر باطن مین وہ بہت ہی بڑے ہین اور دیکھنے والی نگاہین اس کے اندر سے بہت کچھہ دیکھہ سکتی ہین - امید ہے کہ ناظرین غور سے انکا مشاہدہ کرینگے آؤ چاندی کا ایک آئینہ بنائین اور اس کے سامنے پنڈت رام بہجدت امیدوار پردہانی ہندو کانفرنس کو جو آج کل اخبار ہندوستان کے نیم آقا ہین لیکن جو لالہ دینا ناتہہ کے جیل سے آنے سے پیشتر ڈیڑہ سال تک ہندوستان کے سالم آقا رہ چکے ہین - اور جو پھر آجکل یکم اپریل سے لالہ دینا ناتھ کی چند روزہ رخصت کے سبب سے "ہندوستان" کے انچارج ہین کھڑا کرکے دیکہین کہ اس آئینہ مین آپ کی صورت کیسی نظر آتی ہے - آیا وہ اس شخص کی صورت ہے جو پبلک روپیہ کی کنواری دیوی کو ہاتہہ تک لگانا پاپ سمجہتا ہے یا آیا وہ اس شخص کی تصویر ہے جو اس دیوی پر قابض ہونا مین اپنا دہرم سمجہتا ہے -

مین زیادہ تفصیل مین نہین جاؤنگا - صرف دو واقعات پبلک کے سامنے پیش کرونگا سنہ ۱۹۰۹ء مین اخبار "ہندوستان" سے لالہ دینا ناتھہ کی مجبوری علیحدگی کے بعد جب پنڈت جی قدرت الہی سے "ہندوستان" کے مالک اور انچارج بنے - تو آپ نے "ہندوستان" کی سابق کامیابی کو دیکھکر انگریزی ہندوستان بہی جاری کرایا جسکا ایک خاص ضمیمہ "پنجابی" کے ذریعہ سے انگریزی دان پبلک تک پہنچایا گیا اندازہ ہے - کہ صرف دو ہی ہفتون مین انگریزی "ہندوستان" کے تین چار سو خریدار بن گئے جنکی قیمتون سے بحساب تین روپیہ سالانہ پنڈت جی کے پاس زاید از ایک ہزار روپیہ پہنچگیا - ظاہر ہے کہ یہ پبلک روپیہ تھا - پنڈت جی نے انگریزی "ہندوستان" خریدارون کو بہیجا - تو سہی لیکن صرف دو ہی ہفتے اس کے بعد آپ نے انگریزی "ہندوستان" بند کردیا - ان تین چار سو خریدارون مین سے تین چار کو ہی آپ نے قیمت واپس نہین دی اگر میرا علم ٹھیک ہے تو صرف چند ایک خریدارون کو انگریزی "ہندوستان" کی بجائے اردو "ہندوستان" دیا گیا لیکن وہ بہی ان کی مرضی کے خلاف ورنہ باقی سب اصحاب کا روپیہ نہ تو نقدی کی شکل مین واپس کیا گیا - نہ کسی اور شکل مین اس کا معاوضہ دیا گیا - اور نہ آج تک پنڈت جی نے پبلک کو یہ بتلایا ہے - کہ وہ پبلک روپیہ جو زاید از ایک ہزار تہا

کیا ہوا کیا پنڈت جی کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ اس روپیہ کو ہضم کر جائین اور اگر انہون نے ہضم نہین کیا تو پھر وہ بتلائین کہ وہ روپیہ کیا ہوا۔ اور پانچ سال سے وہ کہان ہے۔ اور کس کے پاس ہے اگر اب تک پبلک نے پنڈت جی سے اس روپیہ کا حساب نہین مانگا تو لیجئے آج مین پبلک کیطرف سے حساب مانگتا ہون اور پنڈت جی کو موقع دیتا ہون۔ کہ وہ اس الزام سے بریت حاصل کرین جو لوگ سالہا سال سے ان پر لگاتے آرہے ہین یعنے وہ بتائین کہ انگریزی ہندوستان کی قیمتون کا زاید از ایکھزار روپیہ جو پبلک روپیہ ہے اور انکے پاس ہے انہون نے کہان لگار کہا ہے؟

ایک اور معاملہ مین بھی پنڈت جی کو جوابدہی کرنی پڑیگی اور وہ معاملہ اس معاملہ سے بڑھکر اہمیت اور وسعت رکھتا ہے جب فروری ۱۹۰۹ مین لالہ دینا ناتھ جیل سے رہا ہوکر آنے والے تھے۔ تو پنڈت رام بھجدت نے ان کی آمد کی خوشی مین "ہندوستان" کو جس کے بانی ہونیکا فخر لالہ دینا ناتھ کو حاصل ہے اور جن کی بدولت ہی اخبار "ہندوستان" دوبارہ مرتا مرتا بچا ہے ایک لاکھ کی تعداد مین چھاپنے اور شایع کرنیکا اعلان کیا اسی اعلان مین لالہ دینا ناتھ جی کی باتصویر سوانحعمری چھاپنے کے علاوہ "ہندوستان" کے دس مہاپرشون کی باتصویر سوانحعمریان چھاپنے کا اقرار تھا۔ اور پبلک سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ہندوستان کے دینا ناتھ نمبر کی سرپرستی کرے اور دو دو پیسہ کے ٹکٹ بھیجکر ۹۲۰۰۰ کاپیان جو ہندوستان کی اصلی آٹھ ہزار اشاعت سے زیادہ چھاپی جانیوالی تہین خرید فرمائیے پبلک کا پنڈت صاحب کو مشکور ہونا چاہئیے کہ اس نے اس درخواست کا جواب بڑی کشادہ دلی اور فیاضی سے دیا۔ چنانچہ دہڑا دہڑ دینا ناتھ نمبر کے لئے ٹکٹ آنے شروع ہوگئے کس قدر اور کتنی مالیت کے ٹکٹ آئے اس کی پوری کیفیت تو پنڈت صاحب کو معلوم ہوگی۔ کیونکہ وہی ٹکٹ وصول کرنے والے تھے اور ان دنون مین جبکہ حالات سے آپ کی وکالت کا کام بھی ڈھیلا پڑگیا تھا آپ اپنے ہاتھ سے سینکڑون لفافے جو ہر ڈاک مین ٹکٹون سے بھرے ہوئے موصول ہوتے تھے کھولا کرتے تھے اس لئے آپ ہی صحیح طور پر بتلا سکتے ہین۔ کہ کسقدر مالیت کے ٹکٹ آپ کے پاس پہنچے لیکن اتنا تو ہر شخص قیاس دوڑا سکتا ہے کہ اگر اخبار کی زاید ۹۲۰۰۰ کاپیون کی بجائے صرف ۸۰۰۰ کاپیون کے لئے بھی آپ کو ٹکٹ پہنچے ہون تو اس طرح ٹھیک اڑہائی ہزار روپیہ پبلک کی جیب سے نکلکر آپکی ٹھیلی مین آگیا اسلئے مہربان جی ذرا بتلایئے تو سہی کہ وہ اڑہائی ہزار کے ٹکٹ کیا ہوئے کیا ہندوستان کی ایک لاکھ کاپیان چھاپ کر ٹکٹ بھیجنے والون کے پاس بھیجی گئیں تھین؟ اگر دینا ناتھ نمبر چھاپا گیا نہ لوگونکو بھیجا گیا تو پھر وہ ٹکٹ کیا ہوئے؟ کیا آپ نے لوگون کو واپس کردئیے یا عرصہ دراز تک آپ اخبار ہندوستان کو وہی ٹکٹ لگاتے رہے اور اس طرح آپ نے اڑہائی ہزار روپیہ جو آپ اخبار کے ٹکٹون پر خرچ کرتے بچا لیا۔ اگر لوگون کے ٹکٹ واپس نہین کئے گئے نہ ان کو اخبار ہی بھیجا گیا تو فرمایئے کہ ٹکٹون کے اس پبلک روپیہ کو ہضم کرنے کا آپکو کیا حق حاصل تھا! غرض آپ بتلایئے کہ پبلک کا اڑہائی ہزار روپیہ جو قریباً اسی ہزار غریب جیبون سے نکلکر آپ کی ٹھیلی مین آیا ہوا ہے کہان ہے اور یہ تحریر پڑھکر بھی اب آپ اُس کے واپس دینے کا ارادہ کرتے ہین یا نہین؟ (ہندو)

ہندوستان کے چھ بڑے آدمی کونسے ہین؟

پرکاش اس دلچسپ سوال کا جو دلچسپ سے بھی بڑھکر معنی خیز ہے فیصلہ کرنا چاہتا ہے کہ اس وقت ہندوستان کے چھ سب سے بڑے آدمی کون ہین؟ ہم اس سوال کا فیصلہ اس طرح نہین کرنا چاہتے۔ کہ اپنے ایڈیٹوریل کالمون مین اس مضمون پر طول بحث کرین اور بحث کرنے کے بعد اپنا فیصلہ صادر کردین۔ کہ فلان چھ شخص ہماری رائے مین ہندوستان کے چھ سب سے بڑے آدمی ہین۔ اور بس وہ مسلمہ طور پر ہندوستان کے چھ مہاپرش سمجھے جائین۔ ہم اس سوال کے ملئے پبلک رائے پر انحصار رکھتے ہین۔ جن چھ آدمیون کے حق مین سب سے زیادہ رائین موصول ہونگی۔ وہ ہندوستان کے چھ بڑے آدمی سمجھے جائینگے گویا سوال کی صورت زیادہ واضح الفاظ مین یون ہے۔ کہ وہ کونسے چھ ہندوستانی ہین۔ جو اس وقت ہندوستانیون کی نظرون مین سب سے بڑے آدمی سمجھے جاتے ہین

اس سوال کا صحیح فیصلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس سوال کا فیصلہ کیا جائے۔ کہ بڑا آدمی کس کو کہتے ہین۔ بڑے آدمی کی تعریف جو ہمارے خیال مین اکثر ذی فہم اصحاب کو زیادہ پسندیدہ معلوم ہوگی ایک یہ ہے۔ کہ بڑا آدمی وہ ہے۔ جو اپنی سوسائٹی یا اپنی جاتی یا اپنے ملک کی سب سے بڑی خدمت ادا کرتا ہے۔ اب یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے ایک آدمی ہے۔ جو سوسائٹی کی بڑی بھاری خدمت کرتا ہے۔ مگر وہ اپنے ذاتی فائدہ کو بھی نظرانداز نہین کرتا۔ اور سوسائٹی کی خدمت کرتا ہوا وہ خود بھی

کیا ہوا کیا پنڈت جی کو حق حاصل ہے۔ کہ وہ اس روپیہ کو ہضم کر جائین اور اگر انہون نے ہضم نہین کیا تو پھر وہ بتلائین کہ وہ روپیہ کیا ہوا۔ اور پانچ سال سے وہ کہان ہے۔ اور کس کے پاس ہے اگر اب تک پبلک نے پنڈت جی سے اس روپیہ کا حساب نہین مانگا تو لیجئے آج مین پبلک کیطرف سے حساب مانگتا ہون اور پنڈت جی کو موقع دیتا ہون۔ کہ وہ اس الزام سے بریت حاصل کرین جو لوگ سالہا سال سے ان پر لگاتے آرہے ہین یعنے وہ بتائین کہ **انگریزی ہندوستان کی قیمتون کا زاید از ایکہزار روپیہ جو پبلک روپیہ ہے اورا کے پاس ہے انہون نے کہان لگا رکھا ہے؟**

ایک اور معاملہ مین بھی پنڈت جی کو جوابدہی کرنی پڑیگی اور وہ معاملہ اس معاملہ سے بڑھکر اہمیت اور وسعت رکھتا ہے جب فروری ۱۹۰۹ مین لالہ دینا ناتھ جیل سے رہا ہو کر آنے والے تھے۔ تو پنڈت رام بھجدت نے ان کی آمد کی خوشی مین "ہندوستان" کو جن کے بانی ہونیکا فخر لالہ دینا ناتھ کو حاصل ہے اور جن کی بدولت ہی اخبار "ہندوستان" دوبارہ مرتا مرتا بچا ہے ایک لاکھ کی تعداد مین چھاپنے اور شایع کرنیکا اعلان کیا اسی اعلان مین لالہ دینا ناتھ جی کی باتصویر سوانحعمری چھاپنے کے علاوہ "ہندوستان" کے دس مہاپرشون کی باتصویر سوانحعمریان چھاپنے کا اقرار تھا۔ اور پبلک سے درخواست کی گئی تھی کہ وہ ہندوستان کے دینا ناتھ نمبر کی سرپرستی کرے اور دو دو پیسہ کے ٹکٹ بھیجکر ۹۲۰۰۰ کاپیان جو ہندوستان کی اصلی آٹھ ہزار اشاعت سے زیادہ چھاپی جانیوالی تھین خرید فرمائیے پبلک کا پنڈت صاحب کو مشکور ہونا چاہئے کہ اس نے اس درخواست کا جواب بڑی کشادہ دلی اور فیاضی سے دیا۔ چنانچہ دھڑا دھڑ دینا ناتھ نمبر کے لئے ٹکٹ آنے شروع ہو گئے کس قدر اور کتنی مالیت کے ٹکٹ آئے اس کی پوری کیفیت تو پنڈت صاحب کو معلوم ہوگی۔ کیونکہ وہی ٹکٹ وصول کرنے والے تھے اور ان دنون مین جبکہ حالات سے آپ کی وکالت کا کام بھی ڈھیلا پڑ گیا تھا آپ اپنے ہاتھ سے سینکڑون لفافے جو ہر ڈاک مین ٹکٹون سے بھرے ہوئے موصول ہوتے تھے کھولا کرتے تھے اس لئے آپ ہی صحیح طور پر بتلا سکتے ہین۔ کہ کسقدر مالیت کے ٹکٹ آپ کے پاس پہنچے لیکن اتنا تو ہر شخص قیاس دوڑا سکتا ہے کہ اگر اخبار کی زاید ۹۲۰۰۰ کاپیون کی بجائے صرف ۸۰۰۰۰ کاپیون کے لئے بھی آپ کو ٹکٹ پہنچے ہون تو اس طرح ٹھیک اڑہائی ہزار روپیہ پبلک کی جیب سے نکلکر آپکی تھیلی مین آگیا۔ شریمان جی ذرا بتلائیے تو سہی کہ وہ اڑہائی ہزار کے ٹکٹ کیا ہوئے کیا ہندوستان کی ایک لاکھ کاپیان چھاپ کر ٹکٹ بھیجنے والون کے پاس بھیجی گئی تھین؟ اگر دینا ناتھ نمبر نہ چھاپا گیا نہ لوگونکو بھیجا گیا تو پھر وہ ٹکٹ کیا ہوئے؟ کیا آپ نے لوگون کو واپس کر دئیے یا عرصہ دراز تک آپ اخبار ہندوستان کو وہی ٹکٹ لگاتے رہے اور اس طرح آپ نے اڑہائی ہزار روپیہ جو آپ اخبار کے ٹکٹون پر خرچ کرتے بچا لیا۔ اگر لوگون کے ٹکٹ واپس نہین کئے گئے نہ ان کو اخبار ہی بھیجا گیا تو فرمائیے کہ ٹکٹون کے اس پبلک روپیہ کو ہضم کرنے کا آپکو کیا حق حاصل تھا؟

غرض آپ بتلائیے کہ پبلک کا اڑہائی ہزار روپیہ جو قریباً اسی ہزار غریب جیبون سے نکلکر آپ کی تھیلی مین آیا ہوا ہے کہان ہے اور یہ تحریر پڑھکر بھی اب آپ اس کے واپس دینے کا ارادہ کرتے ہین یا نہین؟ (ہندو)

ہندوستان کے چھ بڑے آدمی کونسے ہین؟

پرکاش اس دلچسپ سوال کا جو دلچسپ سے بھی بڑھ کر معنی خیز ہے فیصلہ کرنا چاہتا ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان کے چھ سب سے بڑے آدمی کون ہین؟ ہم اس سوال کا فیصلہ اس طرح نہین کرنا چاہتے۔ کہ اپنے ایڈیٹوریل کالمون مین اس مضمون پر طول بحث کرین اور بحث کرنے کے بعد اپنا فیصلہ صادر کر دین۔ کہ فلان چھ شخص ہماری رائے مین ہندوستان کے چھ سب سے بڑے آدمی ہین۔ اور بس وہ مسلمہ طور پر ہندوستان کے چھ مہاپرش سمجھے جائین۔ ہم اس سوال کے لئے پبلک رائے پر انحصار رکھتے ہین۔ جن چھ آدمیون کے حق مین سب سے زیادہ رائین موصول ہونگی۔ وہ ہندوستان کے چھ بڑے آدمی سمجھے جائینگے گویا سوال کی صورت زیادہ واضح الفاظ مین یون ہے۔ کہ وہ کونسے چھ ہندوستانی ہین۔ جو اس وقت ہندوستانیون کی نظرون مین سب سے بڑے آدمی سمجھے جاتے ہین

اس سوال کا صحیح فیصلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے اس سوال کا فیصلہ کیا جائے۔ کہ بڑا آدمی کس کو کہتے ہین۔ بڑے آدمی کی تعریف جو ہمارے خیال مین اکثر ذی فہم اصحاب کو زیادہ پسندیدہ معلوم ہوگی ایک یہ ہے۔ کہ بڑا آدمی وہ ہے۔ جو اپنی سوسائٹی یا اپنی جاتی یا اپنے ملک کی سب سے بڑی خدمت ادا کرتا ہے۔ اب یہان ایک سوال پیدا ہوتا ہے ایک آدمی ہے۔ جو سوسائٹی کی بڑی بھاری خدمت کرتا ہے۔ مگر وہ اپنے ذاتی فائدہ کو بھی نظرانداز نہین کرتا۔ اور سوسائٹی کی خدمت کرتا ہوا وہ خود بھی

مالی اور دنیاوی طمع پر فائدہ اٹھاتا ہے۔ دوسرا آدمی ہے۔ جو اپنے ذاتی مفاد کی پرواہ نکرتا ہوا سوسائٹی کی خدمت مین لگا رہتا ہے۔ مگر اپنی کمی قابلیت کی وجہ سے یا کسی اور سبب سے اتنی خدمت نہین کر سکتا جتنی پہلا شخص کرتا ہے۔ تو سوال یہ ہے۔ کہ آپ ان دونون مین سے کس کو بڑا کہین گے؟ کیا اس شخص کو جو سوسائٹی کے لئے زیادہ مفید ہو اور کم ایثار نفس دکھاتا ہے۔ یا اس شخص کو جو سوسائٹی کے لئے کم مفید ہے۔ اور زیادہ ایثار نفس دکھاتا ہے؟ کیا سوسائٹی کی زیادہ سیوا کرنیوالا شخص بڑا آدمی ہے۔ یا زیادہ قربانی کرنیوالا شخص خواہ وہ سوسائٹی کی نسبتاً کم سیوا کرتا ہو۔

ہم اس سوال کا فیصلہ پبلک رائے پر چھوڑتے ہین۔ کہ پبلک کن اشخاص کو ہندوستان کے چھ بڑے آدمی سمجھتی ہے۔ جن اصحاب کے حق مین سب سے زیادہ رائین موصول ہونگی۔ اُن کے نام اخبار مین شایع کردیے جائین گے۔ (پرکاش)

نوٹ۔ رائے دینے کا حق ہر ایک کو حاصل ہے یا ہے وہ ہندو مسلمان یا عیسائی کوئی ہو۔ اپنی رائے کا اظہار کرکے بذریعہ ایک کارڈ دفتر اخبار پرکاش لاہور مین بھیجدے۔

مراسلات

جناب ایڈیٹر صاحب الحق زاد عنایتکم

بعد از اسلام علیکم واضح ہو کہ آپ کا اخبار الحق مورخہ ۵ مئی ۱۹۱۲ء کو مجھے ملا اخبار مذکور مین آپ نے جو قاضی فضل احمد صاحب کورٹ انسپکٹر شہر لدہانہ کے بارہ مین تحریر کیا ہے کہ انہون نے مجھے مسجد مین بلا کر بہر حیلہ سے مکان کے نہ دینے پر مجبور کیا اور نقض امن کا اندیشہ ظاہر کرکے خوف دلایا آپ نے یہ میری گفتگو کا نتیجہ درج اخبار کیا ہے بہتر ہوتا کہ میری اور قاضی صاحب کی وہ گفتگو جس کا یہ نتیجہ ہے اخبار مین شایع کرین تو ہر شخص کو نتیجہ سمجھنا آسان ہو جائیگا۔ اور میری طرف سے کسی غلطی کا موقع نہ ملیگا۔ اب مین اپنی اور قاضی صاحب کی گفتگو کے الفاظ لکھکر بھیجتا ہون جو انہون نے آپ کے متعلق کی تہی وہ الفاظ یہ ہین۔ کہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۲ء قریب مغرب قاضی صاحب نے ہمارے محلہ کے امام مسجد کی معرفت مجھے مسجد مین بلایا اس سے پیشتر کبہی قاضی صاحب میرے غریب خانہ پر تشریف نہ لائے تھے اور نہ مجھے اپنے دولتخانہ پر بلایا تھا اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ انہی مباحثہ کے متعلق تشریف لائے تھے۔

جب مین قاضی صاحب کی خدمت مین پہونچا تو بعد سلام علیکم کے مباحثہ کا ذکر شروع ہوا کہ بحث کس بناء پر ہوگی جسکا مین نے مختصر الفاظ مین جواب دیا پھر فرمایا کہ یہ لوگ آپکے مکان پر کس طرح ٹھہرے ہین تو مین نے کہا کہ شہزادہ عبد المجید صاحب کی معرفت جو میرے خالو ہین جنکو مین بجائے والد کے سمجھتا ہون ساتھہ ہی مین نے یہ لفظ بھی کہے کہ مجھے ان لوگون کے آنیکا مطلق علم نہین تہا مین بھی آج ہی میر صاحب کے تشریف لانے سے دو گھنٹہ پیشتر کوئٹہ بلوچستان کی طرف سے آیا ہون مین بڑا خوش ہون کیونکہ علماء کا آنا موجب خیر و برکت ہوتا ہے۔ اس پر قاضی صاحب نے فرمایا کہ ان کے پیشوا جناب مرزا صاحب لاہور مین جس مکان پر ٹھہرتے تھے۔ ان کی برکت سے زلزلہ مین سب سے پہلے وہی مکان شق ہوا پھر فرمایا کہ مباحثہ مین کسی طرح نقض امن کا تو اندیشہ نہین ہے۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوجایا کرتا ہے۔ مین نے کہا کہ طرفین کے آدمی مساوی تعداد مین ہونگے اگر خدانخواستہ فساد کے آثار ہوئے تو ممکن ہے کہ پولیس کا انتظام کیا جاوے اتنے مین مغرب کی اذان ہوئی ہم سب نے ملکر نماز پڑہی اور مین گھر کو چلا گیا۔ والسلام

احقر سلطان محمد لدھانہ

ثنائی برکت

قاضی فضل احمد صاحب کی تشریح کردہ مرزائی برکت سے اب تک شہزادہ سلطان محمد صاحب سلمہ تو بفضل خدا محفوظ ہین اور آیندہ دیدہ باید مگر مولوی ثناء اللہ صاحب کی برکت کا ظہور بہت جلد ظاہر ہوا یعنے مولوی صاحب جس درخت پر لدہانہ مین تشریف لاکر آشیانہ بناتے تھے۔ وہ درخت موت کی آندہی سے جڑون سے اُکھڑ گیا یعنے خانصاحب مولوی محمد حسن آنریری مجسٹریٹ مباحثہ سے پندرہ دن کے اندر ۱۳ مئی ۱۹۱۲ء کو عصر و مغرب کے درمیان فوت ہوگئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرزا صاحب کی برکت سے تو مکان شق ہوگیا تھا مگر مولوی صاحب کی برکت سے مالک مکان پشت و پناہ اہلحدیث لدہانہ راہی ملک بقا ہوئے۔ امید ہے قاضی صاحب اپنی رائے کا اس ثنائی برکت پر بھی اظہار کردینگے۔ ایڈیٹر

بقیہ ایڈیٹوریل نوٹ

مباحثہ لدھانہ پر مسافر آگرہ کی رائے

مسافر آگرہ جو سخت متعصب آریہ ہے اوس نے لدہانہ کے مباحثہ پر ایک اپنے ہمعصر کے نوٹ کو ہی نقل کرنے کے امرتسری کو بدین الفاظ مبارکباد دی تہی کہ "ہم اپنے دوست مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس کامیابی پر مبارکباد دیتے ہین اور میر قاسم علی صاحب کے ساتہہ دلی ہمدردی کا اظہار بھی کرتے ہین" مسافر آگرہ مورخہ ۲ مئی سنہ ۱۲ء صفحہ ۱۱ مگر چونکہ یہہ مبارکبادی ایڈیٹر مسافر کی بلادیکھے اصل مباحثہ کے تہی اس لئے انہون نے جبکہ الحق مین مباحثہ کے مکمل پرچے معہ فیصلہ پڑہے تو اونکا ضمیر گذشتہ ہفتہ کی مبارکبادی کو واپس لینے کے واسطے تیار ہوا اور انصاف نے انہین مجبور کیا کہ وہ اپنی غلطی کی اصلاح کرین۔ چنانچہ ۱۶ مئی سنہ ۱۲ء کے اخبار مسافر مین صفحہ ۵ پر آپ نے اپنی رائے کو اسطرح واپس لیا کہ۔

"ہم کسی گذشتہ پرچہ مین لدہانہ کے اوس مباحثہ کا حال لکھہ چکے ہین جو احمدیون اور محمدیون کے مابین تین سو روپیہ کی بازی لگا کر ہوا تہا × × اور مولوی ثناء اللہ نے میر قاسم علی سے تین سو روپے جیت لئے ہین۔ لیکن مباحثہ اور پریذیڈنٹون کے فیصلہ معہ الحق مین چھپے ہین ان کے مطالعہ کے بعد ہم اس جیت پر مولوی ثناء اللہ کو ہرگز کسی قسم کی مبارکباد نہین دیسکتے اور نہ اس مباحثہ کا ہی کوئی برا اثر احمدی فرقہ یا مرزا صاحب کی پوزیشن پر پڑسکتا ہے کیونکہ پریذیڈنٹ نے اپنے فیصلہ مین صاف لکہدیا ہے کہ مذہب اسلام سے قطعی ناواقف اور اوس معصوم بچے کی حیثیت مین ہون جسے دو شخصون مین سے ایک کے سر کو ہاتہہ لگادینے کے لئے مقرر کیا جاتا ہے۔ اور جس خوش قسمت کے سر کو وہ ہاتہہ لگا دیوے اس ہی کی جیت سمجھی جاوے۔ پس ایسی صورت مین اگر کوئی شخص اس فیصلہ پر نازان ہو تو یہ اس کی خوش فہمی ہے۔" انتہی بلفظہ مسافر آگرہ مورخہ ۱۶ مئی سنہ ۱۲ء

ہم مسافر آگرہ کی اس اخلاقی جرأت پر آفرین کہتے ہین کہ تمام اردو اخبارون مین سے بجز مسافر آگرہ کے کسی نے بھی باوجود مباحثہ کے بجنسہ اخبار مین چھپکر ہر ایک کے پاس پہونچ جانے کے ہمت نہ کی کہ اوس پر ایمانداری سے ریویو کرتے اور نیک نیتی سے رائے دیتے ممکن ہے کہ خربوزہ کو دیکھکر دوسرا خربوزہ بھی رنگ پکڑے اور بڑے بڑے گرانڈیل ایڈیٹران اخبار مدعیان حق گوئی مسافر آگرہ سے سبق حاصل کر کے اپنے کانشنس کے مطابق اب بھی مباحثہ پر اظہار رائے کرین ورنہ سمجھا جائیگا کہ تعصب نے انہین روکدیا ہے کہ وہ حق بر زبان جاری کرکے دل اور زبان کو مطابق کر دکھائین۔

دو خوشخبریں

گذشتہ الحق مین بشارت عظیمہ کے عنوان سے ایک بشارت دیگئی تہی کہ اصل مسودہ اشتہار متنازعہ جس کی تاریخ تحریر کو ضد وکج فہمی سے کاتب کی طرف منسوب کرکے قیاسی فیصلہ ناجائز اور خلاف شرائط صادر کرکے ثالث نادان نے مبلغ تین سو روپیہ امرتسری مولوی کو دلوا دیئے تھے خدا کے فضل سے دستیاب ہوگیا ہے۔ جس نے فیصلہ ثالث و دعوائے امرتسری کو بیخ و بن سے اوکہاڑ کر ثابت کردیا آج ناظرین کو ہم دوسری خوشخبری سناتے ہین کہ جس الہام متنازعہ کو امرتسری اور اس کا رفیق سیالکوٹی اور شفیق لدہانوی بلا ثبوت ۱۵ اپریل سنہ ۰۷ء سے بعد کا قرار دیکر اشتہار متنازعہ کے متعلق سمجہتے تھے وہ اصل الہام بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دست مبارک کا لکھا ہوا۔ اخی المکرم حضرت مفتی محمد صادق صاحب سلمہ الرحمن کی سعی سے مل گیا ہے جس کو حضور علیہ السلام نے ۱۳ و ۱۴ اپریل سنہ ۰۷ء کی درمیانی شب کا تحریر فرمایا ہے جو اشتہار سے قریباً دو یوم پیشتر کا ہے۔ اب تو ثنائی روسیاہی مین کوئی کسر نہین رہی اور نیز ثالث کا فیصلہ بھی پورے معنون مین ایک نادان بچہ کا سا ثابت ہوگیا جو ہماری فتح کی مبین دلیل ہے۔ سائیڈ نوٹ

فیصلہ [illegible] کی خدا سے داد خواہی

مظلوم دہرمپال

آج کل مہاشہ دہرمپال بوجہ اظہار صداقت آریون کے لئے جان کا جنجال ہو رہے ہین ایڈیٹر ہندوستان الگ فریادی ہے کہ دہرمپال نے سماج کو جاہد نجات دلاؤ مسٹر کرشن جداہی نالان ہے کہ کیون اندر ہمارے سامنے آکر ہفتہ وار جان کا وبال ہوتا ہے جھنگ سیال کی ہیر نے تو بجز کوسنے اور زنانہ پن کے اظہار کے بہلے مانسی سے کام ہی نہین رکہا۔ غرضیکہ چارون طرف سے بیچارے اندر اور اسکے ایڈیٹر پر پہکڑ بازی کی بوچہاڑ ہو رہی ہے۔ مگر کس جرم پر؟ جرم یہ کہ دہرمپال نے پنڈت دیانند کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت مسیح علیہ السلام سے نہایت کم درجہ کا کیون کہا۔ اور اس اظہار حق پر اگر گالیون تک ہی آریون نے بس کیا ہوتا تو بمقتضائے فطرت کچہ تعجب نہ تہا۔ افسوس تو یہ ہے کہ زبان چلاتے چلاتے دہرمپال کا ہاتہ بہی چلانے لگ گئے۔ جیسا کہ ہمین اندر کے تازہ پرچہ سے معلوم ہوا ہے چنانچہ اندر مین بالفاظ ذیل دہرمپال لکہتا ہے کہ

"میری اس تحریر پر کہ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) سوامی دیانند سے افضل تھے دیانندیون نے بجائے قلم سے جواب دینے کے میرے جسم پر حملہ کیا۔ اور مجھے زخم بہی لگائے۔ چوٹون کی وجہ ابہی تک کسی قدر تکلیف ضرور ہے۔ لیکن مین زندہ ہون اور مین اب بہی یہی کہتا ہون کہ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے دیانند کی کوئی حقیقت نہین"

ہم آریہ ہین ہم دیانندی نہین۔ ہم دیانند کو تمام انسانون سے افضل نہین مانتے۔ بلکہ ہم ان کو حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) تو ایک طرف معرفت اور طریقت کے لحاظ سے سائین بلہے شاہ سے بہی کم سمجھتے ہین۔ ہان ہم اس بات کے قائل ہین کہ وہ سنسکرت کے اپورب ودوان (عالم) تھے۔ لیکن معرفت اور طریقت کے میدان مین وہ بالکل نوآموز تھے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اسقدر علم کے سوامی دیانند معرفت الہی کے میدان مین حضرت عیسیٰ مسیح (علیہ السلام) حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) گورو نانک صاحب (رحمتہ اللہ علیہ) حضرت کبیر صاحب یہان تک کہ سائین بلہے شاہ سے بہی نسنزلون نیچے تھے۔ بلفظ اندر ۷ ارمئی سنہ ۱۲ صفحہ ۶

دہرمپال اور دیانند کی ایک ہی قیمت

دہرمپال کسی آدیہ کے اس سلوک کا جس کا ذکر اوپر ہوا پنڈت دیانند صاحب کے ساتہہ مقابلہ کر کے اپنی اور پنڈت جی کی مساوات کا بالفاظ ذیل ذکر کرتا ہے۔

مین نے لکہا ہے کہ حضرت محمد صاحب (صلی اللہ علیہ وسلم) سوامی دیانند سے افضل تہے۔ اس پر ایک دیانندی مہاتما نے مجھے خوب مارا میرے جسم پر کئی جگہ زخم بھی لگائے جسقدر وہ مجھے مارتا جاتا تھا۔ اسیقدر مین اس کو یہ جواب دیتا تھا کہ دنیا مین ہمیشہ رسالت کی قیمت۔ جوتیان اینٹ پتھر اور پہانسی ہی پڑتی چلی آئی ہے۔ مین تمہارا بہت مشکور ہون کہ تم نے میری وہی قیمت لگائی ہے جو کہ پہلے پہل دیانند کی پڑی تہی۔ مجھے اس قسم کے سلوک کی مطلق شکایت نہین ہے۔ کیونکہ جب مرحوم بہائی دیانند کی بہی لوگون نے یہی قیمت ڈالی تہی تو کیا مین دیانند کا بہائی نہین ہون جو میری قیمت اوس سے کم پڑے۔ بلفظہ محرہ ۱۲

ہمین آریون کی اس بداخلاقی پر تعجب اور افسوس نہین۔ کیونکہ تعجب اور افسوس ایسے لوگون پر ہوتا ہے جو فطرت کے خلاف کوئی حرکت کرین لیکن بمقتضائے فطرت جو کام ہو اُس پر افسوس کیسا اور تعجب کیون چونکہ دیانندیون کی طبیعت کا مقتضا یہی ہے۔ تو وہ بچارے معذور ہین۔

نیش عقرب نہ از پئے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

ہان مظلوم دہرمپال سے ہمین دلی ہمدردی ہے اور ہم اپنے ہمعصر کی زدہ حالت پر سخت رنجیدہ ہین۔ خدا آپ کے زخم بھر لائے اور نیش زن کے اپنے کا بدلہ پائے۔

فیصلہ آسمانی

اور

[illegible]

مختصر فہرست کتب موجودہ دفتر اخبار الحق دہلی [illegible]

براہین احمدیہ اگر آپ اسلام کی صداقت قرآن مجید کے کلام الٰہی ہونے کا ثبوت افضل الانبیا ختم المرسلین شفیع المذنبین محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے دلائل جو تمام فلاسفرون عالمون سائنس دانون کو ساکت و عاجز کر دینے والے ہون ملاحظہ کرنا چاہین۔ اگر آپ زندہ کتاب زندہ مذہب زندہ رسول دیکھنے کے شائق ہون۔ تو آپ اس کتاب کو فوراً خرید کر مطالعہ کرین جس کے جواب دینے کے لیے مصنف رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے دس ہزار روپیہ مقرر ہے قیمت ہے مجلد للعہ

سرمہ چشم آریہ۔ قانون قدرت کس کو کہتے ہین۔ اس کی مفصل بحث مسکت خصم اعتراضات معجزہ شق القمر کا ثبوت۔ تناسخ و قدامت روح و مادہ کا زبردست عقلی و علمی جواب دینے کیلیے ۵۰۰ روپیہ انعام قیمت فی جلد ۱۲ مجلد عہ

شدہی کی اشدہی آریون کی زبردست اور قابل فخر شدہیون کی حقیقت اور اصلیت ظاہر کر کے ثابت کر دیا ہے۔ کہ کوئی شدہی دیانندی مت کو سچا سمجھکر نہین ہوئی۔ آریون کی کتابون ہی سے آریون پر ایسا اتمام محبت کیا ہے۔ کہ آجتک اس کا جواب نہین ہوا۔ انعامی ۵۰۰ روپیہ قیمت ۸ر

وید انجیل اور قرآن کا خدا مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت ۱ر

کلام الامام۔ آریون کے لیے ایک ناصحانہ نظم قیمت صرف ۱ر

نسیم دعوت آریہ عیسائی اسلامی عقیدہ کا مقابلہ عرش الٰہی کی فلاسفی۔ فرشتون کا عرش کو اٹھا رکھنے کی حقیقت قابل دید قیمت ۳ر

اسلام مقابلہ اسلام و مذہب آریان کا جواب ۶ر

پیغام صلح۔ آریون سے شرائط صلح قیمت ۱ر

کرشن اوتار جناب کرشن مہاراج کے حالات قیمت ۱ر

گائے کی عظمت پر تحقیقی نظر۔ قیمت ۱ر

کفارہ۔ لاجواب رسالہ رد کفارہ نصاریٰ مین قیمت ۳ر

تیغ صابریہ بر عقائد آریہ۔ آریون کے عقائد کی تردید۔ قیمت ۱۲ر

چشمہ معرفت۔ آریون کے تمام اعتراضات کی تردید۔ اسلام کی صداقت کا زندہ ثبوت۔ قرآن کریم کے الہامی منجانب اللہ ہونے کی زبردست دلائل سے تصدیق۔ قیمت مجلد ے ر غیر مجلد عہ

رسالہ گوشت خوری آریون کے اعتراضات گوشت خوری کا طبعی و عقلی و نقلی و علمی ثبوت ۲؍ر

دیانندکی لالف پر ریویو۔ ہر ایک تعلیمیافتہ مسلمان مولوی واعظ پیر و جوان کو اس کا مطالعہ ضروری ہے۔ قیمت صرف ۶ر

تحفہ آریہ سماج یا آریہ سماج کی پول۔ یہ وہ مشہور لاجواب کتاب ہے۔ جو جگدیش پرشاد آریہ نو مسلم نے ستیارتھ پرکاش کی تردید مین انعامی ۹ ہزار روپیہ شائع کی تہی جسکا آجتک جواب نہین ہوا۔ دو جلدون مین قیمت ہر دو مجلد ہے غیر مجلد عہ

حدوث مادّہ اس کتاب مین ثابت کیا گیا ہے کہ مادہ قدیم نہین بلکہ حادث ہے۔ ساتھہ ہی آریون کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے ہین قیمت ۱۲ر

سفرنامہ روم و شام و مصر مولانا شبلی نعمانی۔ قیمت فی جلد عہ مجلد عہ

اصلاح البشر قال اللہ۔ علمہم عصر

یہ تمام اخلاقی رسالے۔ عالی جناب مولوی نواب صدر الدین

حسین خان رئیس کی تصنیفات سے ہین جو ہر ایک بچے بڑے مسلمان کو پڑھنے ضروری ہین تینون کی قیمت صرف ۱۲

ذوالفقار علی برگردن دیو شقی

غلام حیدر مرتد آریہ کے رسالے نعرہ حیدری حصہ اول کا دندان شکن جواب انعامی ۵۰۰ روپیہ قیمت ۳ر

تنبیہہ زبان دراز بجواب انشائے راز غلام حیدر مرتد کے ضمیمہ نعرہ حیدری کا ترکی بترکی جواب۔ قیمت ۱ر فی روپیہ ۲ انسخے

ایک مسلمان کا پیغام اس مین مسجد بنانا کا فلسفہ اور اسلام کی فضیلت گورو نانک صاحب کا اسلام اور سکھہ قوم کے نام زبردست پیغام قیمت ۱ر فی روپیہ ۱۶ نسخے

پیدایش عالم اس رسالہ مین دیانند بانی آریہ سماج کے ان تمام دلائل کو معقول و منقول سے توڑ دیا ہے جنکے ذریعہ دنیا کو وہ ازلی ابدی مانتے تھے اور آفتاب سے بہی زیادہ روشن دلیلون سے جو آریون کی مسلمہ ہین دنیا کا حدوث اور ہر ایک سلسلہ عالم کی پیدایش ثابت کر دی ہے قیمت ۳ر

سومنگلا ایک نہایت دلچسپ اور پر لطف ناول ہر رد تناسخ قابل دید قیمت ۴ر

لیکچر اشاعت اسلام نواب محسن الملک کا اشاعت اسلام پر مشہور لیکچر ۱ ہر

دہرم کی کسوٹی یعنی سوامی درشنانند کے مختلف سوالات کے جوابات جو مسلمانون نے راولپنڈی مین دئے تھے۔ قابل دید قیمت صرف ۱ر

وید کے ظہور مین قرآن مضمون نام سے ظاہر ہے قیمت صرف ۱ر

دہرم پال کا کچا چٹھا مضمون نام سے ظاہر ہے

عمدہ ممیرہ اور ممیرے کا سرمہ

اصلی ممیرے اور ممیرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے۔ اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ سرمہ حضرت **خلیفۃ المسیح** مولوی حکیم نور الدین صاحب خلہ کا بتایا ہوا ہے۔ آپ نے اس سرمہ کے متعلق فرمایا کہ "برائے امراض چشم بسیار مفید است" یہ سرمہ دھند۔ جالا۔ پھولا۔ پڑوال سبل۔ اور سرخی اور ابتدائی موتیا بند وغیرہ امراض چشم کے لئے مفید ہے قیمت سرمہ نمبر اول فی تولہ عہ قسم دوم عمر اصلی ممیروں کی قیمت عہ روپیہ ہے۔ فی الحال دو ماہ کے لئے اس کی رعایتی قیمت صرف ۲ روپیہ فی تولہ کر دی ہے بعض خریداروں نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کیا۔ **ترکیب استعمال** ممیرہ پتھر پر گھس کر یا سرمہ کی طرح باریک پیس کر آنکھوں میں ڈالا جاتا ہے۔ یہ سرمہ خاصکر گرمی وغیرہ کے موسم میں جبکہ آنکھیں دکھتی ہوں بہت مجرب ہے۔

ست سلاجیت مقوی جمیع اعضا نافع صرع

شقیقہ۔ خفقان۔ قاطع بلغم وریاح دافع بواسیر وجذام استسقا وضعف گردہ و مثانہ و تنگی تنفس ودق تسحر خیت وفساد بلغم تاپ کہنہ بلغم منتشر سنگ گردہ و مثانہ و سلسل بول و سیلان منی۔ سوزاک و درد مفاصل وغیرہ وغیرہ بہت مفید ہے بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کریں

قیمت فی تولہ عمر

لنگیاں اور کلاہ ہر قسم کی لنگیاں مشہدی اور پشاوری۔ بادامی سیاہ اور سفید لنگی ریشمی اور سوتی طرہ دار صافے سفید۔ بادامی اور پشاوری ٹوپیاں ہر قسم اور ہر قیمت کی ملسکتی ہیں

المشتہر

احمد نور کابلی تاجر لنگی حال ساکن قادیان ضلع گورداسپور

علمائے سو کے اخلاق

قیمت ۳ عہ

موجودہ زمانہ کے علماء سو کا اصلی فوٹو معہ تمام مجنون و مدارس کے ابتر حالات کے جو انہیں کی تحریروں سے کھینچا گیا ہے۔ اور امرتسری مکذب کے ذریعہ مسلمہ جھوٹ جن کا جواب نہ ہوا نہ ہو سکے قیمت صرف ۸ر

ثنائی ہفوات

امرتسری مکذب کی الف سے لیکر ی تک ردیف وار ان گالیوں کی فہرست جو مکذب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خدام ذوالاحترام و عام احمدی احباب کو دی ہیں جنکی تعداد ۵۰۰ سے زائد ہے حوالہ اخبار ورسالہ جات ثنائی صفحہ وسطر تاریخوار۔ قیمت صرف ۲ر

ثنائی فرار اور مباہلہ کا انکار

ثناء اللہ امرتسری کا ہمیشہ اور ہر بار حضرت مسیح موعود علیہ السلام کیساتھ مباہلہ کرنے سے انکار و فرار کرنے کا باقرار ثنائی باجواب ثبوت جسکا نام بھی ثناء اللہ نے زبان سے آجتک نہیں لیا ہے جواب تو درکنار۔ قیمت ۳ر

چودھویں صدی کا یہودی

امرتسری مکذب کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقابلہ میں ٹھیک ٹھیک یہودی ہونیکا تحریری اقرار اور حضرت مسیح موعود کی صداقت کا مسلمہ خصم ثبوت انعامی یکصد روپیہ ۲ر

منیجر الحق

فصلی بخار اور طحال کی دوا

یہ دوا ۲۶ سال سے ہمارے ہندوستان میں استعمال کی جاتی ہے۔ اگر آپ بخار میں مبتلا ہیں۔ اور سب قسم کا علاج کرا کے تنگ آ گئے ہوں۔ تو اس مجرب دوا کو ایک مرتبہ ضرور منگا کر استعمال کریں۔ اسمیں چند فائدے عجوب ہیں۔ یہ ملیریا کیڑوں کو مار دیتی ہے اسی لئے اس کی چار پانچ خوراک کے پیتے ہی بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے اور یہ خون کو گاڑھا کر دیتی ہے اور تلی کو گراتی ہے قیمت شیشی کلان ۱۴ر محصول ۶ر دو شیشی خوردہ ۸ر محصول ڈاک ۵ر دو شیشی تک ۶ر

نوٹ۔ فرمایش کے ساتھ اخبار کا حوالہ ضرور ہے۔

ڈاکٹر ایس کے برمن کلکتہ

نمبر ۵ تا ۱۲ تاراچند دت سٹریٹ

رسالہ احمدی دہلی

یہ رسالہ شروع جنوری ۱۹۱۱ء سے ۲۴ صفحہ پر زیر ایڈیٹری عاجز قاسم علی احمدی ماہوار نکلتا ہے جس کا اہم مقصد سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اندرونی مخالفین کا عموماً۔ اور ثناء اللہ امرتسری کے اعتراضوں کا خصوصاً جواب دینا۔ حضرت اقدس مسیح موعود ع بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی صداقت کا بدلائل اظہار کرنا ہے۔ قیمت سالانہ عہ در خواستیں بہت جلد بھیجکر ثواب حاصل کریں۔

مہتمم الحق

باہتمام منشی محمد قاسم علی صاحب ایڈیٹر و پروپرائٹر و پبلشر مینیجر الحق نے الحق پریس دہلی میں چھاپ کر دفتر الحق متصل ... دہلی دار السلطنت سے شائع کیا